اِسلامی انقلاب میں خواتین کا کردار

نعیم صدّیقی

الحمد للہ الذی لایضرّ مع اسمہ شیئ فی الارض ولافی السماء وھوالسمیع العلیم ۔

اللھم صلِ وسلّم علیٰ سیدنا و مولانا محمدٍ و علیٰ آلہِ واصحابہ وازواجہ وخلفاء الراشدین ، وعلیٰ جمیع اتباعہ من الصدیقین والشھداء والصالحین وسلامٌ منا علیٰ کلّ الدعاۃ الی سبیل اللہ والمجاھدین الذین یجاھدون لاقامۃ الدین القیم ۔

محترم بزرگ خواتین و عزیز بہنو اور بیٹیو!

اس تاریخی اجتماع کے موقع پر کچھ ضروری باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں (۱) ۔ میرا خطاب اختصاصی طور پر اُن خواتین سے ہے جو یہاں ایک بڑی تعداد میں جمع ہیں۔ میری تمنّا ہے کہ مردوں کے ساتھ ساتھ آپ خواتین بھی جماعتِ اسلامی پاکستان کے اس آٹھویں کل پاکستان اجتماع سے اپنی بھاری تحریکی ذمہ داریوں کا شعُور و احساس لے کر رخصت ہوں ۔ نہایت درجہ بگڑے ہوئے معاشرے کی تاریکیوں میں آپ کو گھر گھر میں دیے روشن کرنے ہیں اور ایک ایک دل تک خدا کے دین کی روشنی کو پہنچانا ہے ۔

---

(۱) یہ تقریر لکھی تو مَیں نے تھی مگر بوجہ علالت اجتماع گاہ میں حاضر ہو کر خود خطاب نہ کر سکا ۔ اور یہ اچھا ہوا کیونکہ برادر خُرم مُراد کے حسنِ بیان و طریقِ پیشکش نے اِسے اور زیادہ مؤثر بنا دیا ۔ اشاعت کے لئے تیار کرتے ہوئے مَیں نے اس میں ترامیم اور اضافے کر دیے ہیں ۔ (ن ص)

میں دلی مسرّت کے ساتھ کہتا ہوں کہ ملک کے کونے کونے سے گھریلو ذمہ داریوں کو چھوڑ کر سفر میں بچّوں کی دیکھ بھال اور پردے کی پابندیوں کے ساتھ آپ لوگوں کا اتنی بڑی تعداد میں جمع ہونا، اور اس سے زیادہ بڑی تعداد کی خواتین کی نمائندگی کرنا جو یہاں نہیں آسکی ہیں بہت ہی مبارک بات ہے اور اس سے تحریکِ اسلامی کو بڑی تقویت ملے گی ۔

آپ کا اتنی بڑی قوت کے ساتھ یہاں موجود ہونا یقیناً افسروں اور دولت مندوں کی بیگمات کی اٹھائی ہوئی تحریکِ فرنگیتِ نسواں کے خلاف ایک خاموش انقلابی آواز ہے ۔ آپ نے ثابت کر دکھایا ہے کہ بے پردہ ، رقص و سرود کی دلدادہ ، فحاشی پھیلانے والی ، مینابازار لگانے والی ، لباسوں اور میک اَپ کی بہار دکھانے والی ، اور غریب قوم کی دولت کو برباد اور دین کی قدروں کو پامال کرنے والی عورتیں معاشرے کا نہایت قلیل حصہ ہیں ۔ اور وہ سرکاری ذرائع اور افسروں کی مدد اور پروپیگنڈے کی قوت سے کام لے کر قوم کو ایک فریب میں مبتلا کئے ہوئے ہیں ۔

اصل گفتگو مجھے اس موضوع پر کرنی ہے کہ اجتماع ٹونک (۲۰ ؍ اپریل ۱۹۴۷ء) میں جیسے کہ مؤسسِ تحریک مولٰینا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے خواتین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اسلام جس خدا کی بندگی کی طرف بُلاتا ہے وہ عورتوں کا بھی ویسا ہی خدا ہے جیسا مردوں کے لئے ۔ اب میں اُسی حقیقت کو یوں بیان کرتا ہوں کہ خدا نے اقامتِ دین کے لئے انقلابی جدوجہد کرنا جس طرح مردوں پر لازم کیا ہے اُسی طرح عورتوں پر بھی لازم کیا ہے ۔ فرق صرف کہیں دائرہ ہائے کار کا آتا ہے ، کہیں تھوڑا سا طریقِ کار میں یا کسی قدر رفتارِ کار میں؛ یہ اس وجہ سے کہ خواتین کی ساخت میں کچھ فرق قدرت نے رکھا ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ ان کی گھریلو ، خاندانی اور محلّہ داری کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں، لیکن اصولاً زندگی کی گاڑی کے یہ دونوں پہیئے جب تک ہم آہنگ ہو کر ایک ہی رُخ پر نہ چلیں ، بڑے بڑے معرکے سر نہیں کئے جاسکتے ۔

پھر بھی میرا خیال ہے کہ عورتیں اس لحاظ سے ایک خصوصی فوقیّت بھی رکھتی ہیں کہ وہ گھروں کی چار دیواریوں اور خاندانوں کے دائروں میں اسلامی تہذیب کی قدروں اور تمدّن کے تقاضوں اور اخلاق کے اصولوں کی بہترین نگہبان، بلکہ پرورش کنندہ ہوتی ہیں۔ وہ نہ صرف بچّوں کو دینی اور تہذیبی روح سے مالامال کرتی ہیں ، بلکہ بسااوقات مردوں کو بے راہ روی سے بچا کر دینی تقاضوں کی راہ پر لے آتی ہیں ۔

میں اپنی بہنوں بیٹیوں سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ جب اسلامی انقلاب کا لفظ بولیں یا سنیں تو خیال رکھیں کہ لوگوں نے اس لفظ کو اتنا سستا اور پامال کر دیا ہے کہ یہ بہت سے مروّجہ نعروں

میں سے ایک نعرہ محسوس ہوتا ہے ، یعنی اس کی آواز سن کر نہ جذبات میں ہل چل مچتی ہے اور نہ کسی معرکے میں حصہ لینے کے لئے جذبۂ جہاد پیدا ہوتا ہے ، لیکن یاد رکھئے کہ اسلامی انقلاب دین کے صحیح ایمان و شعور سے پیدا ہوتا ہے ۔ اسلامی انقلاب پہلے آدمی کے اپنے قلب و ضمیر میں اٹھتا ہے ، پھر وہ اس کی ذاتی خارجی زندگی میں تیزی سے تغیرات پیدا کرتا ہے ۔ اس کی دلچسپیاں ، اس کے مشاغل ، اس کی پسند و ناپسند ۔۔۔ اسکی دوستیاں ، اس کی عادات ، اس کا روزمرہ پروگرام ، سب کچھ تیزی سے بدلتا جاتا ہے ۔

مرد ہو یا عورت اس اوّلین مرحلے سے گذرے بغیر آگے کا کوئی مرحلہ وہ خیر و خوبی سے طے نہیں کر سکتا ۔ مرد کی فوری ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں تک وہ دعوت ، وہ پیغام اور وہ علم پہنچائے جو اسے نصیب ہوا ہے ۔ دوسری طرف عورت کا کام یہ ہے کہ وہ سارے گھر کی فضا کو آہستہ آہستہ نئے سرے سے اسلام کے مطابق تعمیر کرے ۔ ماں باپ بھائی ہوں یا شوہر ، بچّے ، تندیں اور ساس سسر ، سب تک وہ حق کی روشنی پہنچانے کی کوشش کرے ۔ بہت ہی حکمت سے کام لے کر تصادم سے بچے اور گہری محبت کے رنگ میں رنگ کر دعوت کو بڑوں اور چھوٹوں تک اُن کے مرتبوں کے مطابق آہستہ آہستہ ، جرعہ بہ جرعہ ، رمق بہ رمق پہنچائے ۔ یہاں تک کہ فضا سازگار ہو جائے ۔ اور پھر سارا گھر مل کر اسلامی تحریک کی خدمت میں لگ جائے ، اگر کسی طرف سے مخالفت کے حالات برقرار رہیں تو محبت و ادب کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے قدم صرف جادۂ حق پر بڑھائے ۔ خدا کی معصیت اور دین سے انحراف لازم آئے تو ایسی اطاعت کسی کی بھی جائز نہیں۔ (۱)

اسلامی انقلاب کے فروغ کے لئے خواتین اپنے محلّے کی خواتین میں اور رشتے دار خواتین میں خاص طور سے کام کریں ۔ اپنے گھر پر یا کسی دوسرے اسلامی گھرانے میں درس قرآن اور خواتین کے اجتماع کا انتظام کریں۔ ضروری لٹریچر خریدیں ، خود پڑھیں ، دوسروں کو پڑھ کر سنائیں اور پڑھنے کے لیے مستعار بھی دیں ۔ بہتر یہ ہے کہ دس پانچ خواتین اگر ہم خیال جمع ہو جائیں تو وہ ایک چھوٹی سی لائبریری کا انتظام کریں۔ تازہ رسائل اور اخبار بھی منگائے جائیں، خصوصاً ایسے جریدے جن سے جماعتِ اسلامی اور حلقۂ خواتین کی تحریکی سرگرمیوں اور انتظامی معاملات کا علم حاصل کیا جا

---

(۱) ۔ بعض مرد تو یہاں تک جاتے ہیں کہ مجازی خدا بن کر مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کا ہر معقول اور نامعقول حکم مانا جائے ، چاہے وہ خود حقیقی خدا کے بد ترین نافرمان ہوں ۔ خدا نے کسی کے لئے کوئی عہدہ ایسا نہیں رکھا کہ شریعت کی مقررہ حدود سے باہر اور معروف کی قید سے آزاد ہو کر کسی کو حکم دیا جائے ۔

سکے۔

جب قوت کچھ زیادہ ہو جائے یا بالاتر منظم مدد دے تو عورتوں کی بہبود کے تعلیمی، خدمتی اور فلاحی ادارے قائم کیے جائیں ۔ مثلاً:

۱ ۔ کسی گھر میں گھریلو درس کا انتظام ۔ بچوں، بچیوں کو ناظرہ قرآن اور دعا و درود پڑھانے کا انتظام۔

۲ ۔ علاج معالجہ کی، خواتین اور بچوں کے لئے کوئی خاص سہولت ۔ کم سے کم مفت ٹیکے لگانے کا انتظام ۔

۳ ۔ زیادہ بڑے پیمانے پر زچہ بچہ سنٹر کا قیام۔

جہاں کہیں خاص طور پر خواتین اور بچے کسی مصیبت کی زد میں آئیں، ان کی مدد کا انتظام (مردوں کی مدد سے) کیا جائے۔ موت فوت میں تعزیت اور خواتین بیمار ہوں (گھر یا ہسپتال میں) تو ان کی بیمار پرسی اور جن عورتوں کے ماں باپ، خاوند، بھائی یا بیٹے بیمار ہوں، اُن سے اظہارِ ہمدردی کرنا اور اسی طرح زندگی کی دوسری تقاریب میں حصہ لینا مناسب ہے، مگر اس سلسلے میں بعض امور کا خاص خیال رکھا جانا چاہیئے ۔ ایک یہ کہ ہمارے ہاں ایک طرف اپنی بدعات ہیں، دوسری طرف ہندوؤں سے مستعار بدعات اور اب فرنگی بدعات کا زور ہے۔ ایسی غلط باتوں اور رسوم کا خاتمہ کرنے کے لیے آہستہ آہستہ کام کرتے رہنا چاہیے ۔ خصوصاً ہمارے لوگوں میں مغرب کی ذہنی غلامی اور ہر پہلو سے اندھی تقلید سیاسی آزادی کے بعد بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اس آسیب کے اثر سے گھروں کی فضاؤں کو، مردوں کو اور بچوں کو بچا کر نکالنا بڑا جہاد ہے۔ جب تک یہ بلا دور نہ ہو گی، ہم نہ تخلیق کے کاموں میں ابھر سکتے ہیں ، نہ تحقیق کے کاموں، نہ قابلیت میں، نہ اخلاق میں۔ نیز اگر یہی صبح و شام رہے تو تشدد اور جرائم اور خیانت اور ضمیر فروشی اور باہمی قتل و مقاتلہ کے عذاب سے بھی نہ نکل سکیں گے، کیونکہ صلاح و فلاح تو اپنے اندر ایمان، اپنی خودی اور اپنے نصب العین کے زور سے پیدا ہوتی ہے۔

ایک خدمت کا کام یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں اسراف کی وبا بہت عام ہو گئی اور دولت اور نمائشِ دولت کی وجہ سے حصولِ دولت کی مجنونانہ دوڑ شروع ہے جس میں ملک و قوم کا لحاظ تو کیا دین و اخلاق کی بھی پروا ختم ہو جاتی ہے ۔ کبھی ناجائز اور حرام کمائی اور اسراف کے کاموں کی تحسین نہ کی جائے، بلکہ ان باتوں کے خلاف ذہنوں کو (خصوصاً خواتین کے ذہنوں کو) تیار کیا جائے ۔ سادہ زندگی خود اختیار کیجئے، شادی بیاہ کی تقاریب کو سادہ انداز سے کم مصارف ، کم ہجوم اور کم دھوم دھام

کے ساتھ کیجئے اور ایسے کاموں میں جو لایعنی رسومات داخل ہو گئی ہیں ان کو چھانٹ چھانٹ کر دور پھینک دیجئے ۔ اگر یہ کام جماعتِ اسلامی نے نہ کیا اور جماعتِ اسلامی کی خواتین نے خاص طور پر نہ کیا تو پھر دولت پرست اور اسراف پسند اور اسیرِ ہوس معاشرے کی اصلاح ممکن نہ ہو گی۔ آپ دوسروں کے رنگ میں اپنے آپ کو ہرگز نہ رنگیں ، بلکہ دوسروں کو اپنے صحیح اسلامی رنگ میں رنگیں۔

ایک بات اور جو گھر کو سنوارنے ، اپنی زندگی کو بنانے اور بچّوں کی تربیت کرنے میں ملحوظ رکھنا ضروری ہے، یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پردے، تصویر ، موسیقی ، سود ، غیبت ، چغلی ، جھوٹ وغیرہ کے متعلق جو قانون اور حدیں مقرر کی ہیں اور حضورؐ نے ان حدوں سے آگے قدم رکھنے سے ممانعتیں فرمائی ہیں، ان سارے اوامر و نواہی کی سچّے دل سے پابندی کی جائے۔ طریقۂ فکر یہ اختیار نہ کیجئے کہ رواج کے غلبے کا ساتھ دینے کے لئے آپ کا جی چاہے کہ احکام میں ردو بدل ہو جائے، یا ان میں کسی نہ کسی طرح کی ڈھیل پیدا کر لی جائے یا اپنی چاہت کے مطابق تعبیریں اور فتوے تلاش کیے جائیں ۔ صحیح ذہنیت یہ ہے کہ ہر معاملے میں صاف نیت کے ساتھ یہ معلوم کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا چاہا اور اس کی خوشنودی کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہ کہ نبیٔ اکرام صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی امر کی کیا توضیح کی، اس کا کیا مدعا بتایا اور کن پہلوؤں سے روکا۔ اس پہلو سے احتیاط کی روش نبیٔ پاکؐ کی محبت اور شریعت کا تقاضا بھی ہے اور یہ چیز حصولِ شفاعت کا وسیلہ بھی بنتی ہے ۔ پابندیٔ احکام میں ہمیں آہستہ آہستہ نیچے کو نہیں اترنا ہے، اوپر کو جانا ہے۔ بصورتِ دیگر آیات اور سُنن کے معاملے میں اگر طبیعتیں غیر محتاط ہو جائیں اور نفس کو قوّتوں کو کَس کر رکھنے کی بجائے اگر ان کو ڈھیل دے دی جائے تو فرد یا جماعت آہستہ آہستہ ایک ایک سیڑھی نیچے اترتی جاتی ہے اور حالاتِ زمانہ اور ضروریاتِ وقت کی دلیل کو وجہ جواز اور سببِ اطمینان بنا لیتی ہے۔ اور یہ سرطان ایک بار اگر پھیل جائے تو نہایت بے ضرر طریقے سے پلتا بڑھتا ہے بلکہ الٹا کچھ سرور بھی دیتا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ "جنید و شبلی و عطّار ہم مست" یعنی بڑے بڑے خدا رسیدہ اہلِ تقویٰ بھی مست ہو جاتے ہیں ۔ اِلّا یہ کہ خدا بچالے۔

اسلامی انقلاب کا پرچم بلند کرنے والی خواتین کو مغرب کی لادین معاشرت کے ہلاکت خیز اور غارتگرِ اخلاق طوفان کا مضبوطی سے مقابلہ کرنا لازم ہے۔ علمی اور فکری لحاظ سے بھی اور عملی لحاظ سے بھی۔ واضح رہے کہ دنیا کی سُپر پاورز اور ان کی آلۂ کار قوّتیں اسلامی تہذیب و معاشرت اور اسلامی سیاست و قانون کے خلاف اعلانِ جنگ کر چکی ہیں۔ انہوں نے اقامتِ دین اور نفاذِ شریعت کے مقدس مقاصد پر فنڈامنٹلزم کا لیبل چسپاں کر دیا ہے ۔۔۔ اور یہ لیبل کھلا کھلا اعلانِ جنگ ہے۔

اس کے مقابلے کے لئے مرد بھی اپنا فرض ادا کریں گے، مگر مغرب کا پہلا نشانہ عورت ہے، لہٰذا آپ خواتین کو مسلم دشمن اور جنگجو ماڈرن ازم کا مقابلہ زیادہ پامردی سے کرنا ہے۔

اہلِ مغرب کو اپنی ملحدانہ تہذیب اور اپنی فاسقانہ معاشرت کو پھیلانے کے لئے جس سپاہ کی ضرورت تھی وہ اسے خود ہمارے ہی معاشرے سے مل گئی ۔ مسلمان کہلانے والے مردوں نے کمال درجہ کی شانِ تقلید بلکہ اندازِ مریدانہ کے ساتھ جدید طاغوتی تہذیب کو اپنی پوری خدمات سپرد کر دیں۔ ان مردوں کے زیرِ اثر خواتین میں سے بھی ایک مغرب پرست رجمنٹ اٹھ کھڑی ہوئی اور یہ بھی خدا ناشناس جدیدیت کے محاذ پر اپنے دین اور اپنی تہذیب کے خلاف معرکہ آرا ہو گئیں ۔ ان کو اگر کسی نے دین کی بات بتائی تو انہوں نے اسے ملّا کی گالی سنائی ۔ کسی نے قرآن یا حدیث کی کوئی نصِ صریح پیش کی تو چودہ سو سال کے مفسرین و محدثین ،ائمہ فقہا، قیاس و اجماع کے ماہر مجتہدین سب کو ناقابلِ اعتنا قرار دے کر اپنے آپ کو وقت کی مجتہدات اور مفتیات قرار دے لیا۔ ان میں سے بعض کے سر تو اس حد تک پھرے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو قرآن عورت کو آدھی گواہی کا مرتبہ دیتا ہے اسے ہم نہیں مانتے ،ہمارا قرآن تو مساوات کا اصول دیتا ہے ۔

اِن خواتین کو جو سرمایہ اور سہولتیں اور پروپیگنڈا کی قوّتیں حاصل ہیں وہ اُن سے پورا کام لیتی ہیں اور حکومت یا افسروں کی سرپرستی اِن کی اصل قوّت ہے۔ یہ ملحدانہ تہذیب و معاشرت کی طرف سے دین کے خلاف جو لڑائی لڑ رہی ہیں اس کی پہلی زد آپ پردہ دار خواتین کی بھاری اکثریت پر پڑتی ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ اس لڑائی کا مقابلہ جلسوں، اجتماعات، قراردادوں ،اخباری مضامین، پمفلٹوں، خطوط اور آخری صورت میں مظاہروں کے ذریعے کریں۔ ہر مخلوط تقریب ،ہر محفلِ رقص و سرود ،ہر توسیعِ فحاشی اور ہر مخالفتِ دین پر جو اُن کی طرف سے ہو لازماً جنابِ صدر ،وفاقی وزرا ، صوبائی وزرا اور ہر سطح کی اپوزیشن کے نمایاں قائدین کو احتجاج بھجوائیں ۔ ساتھ ساتھ مخلوط تعلیم کے خلاف مسلسل آواز اٹھاتی رہیں، بار بار ارکانِ پارلیمان کو پُر زور خطوط لکھیں، خواتین کو مردوں کے سامنے اور ان کے ساتھ کھیل کے میدان میں لانے پر احتجاج کریں اور پوری کوشش کریں کہ کھلاڑی عورتوں اور لڑکیوں کو بیرون ملک بین الاقوامی مقابلوں میں بھجوانے کے جو عزائم جوان ہو رہے ہیں ،وہ جواں ہونے سے پہلے ہی ”اناللہ“ ہو جائیں۔

دینداری کا پہلا تجزیہ بیان ہو چکا ہے کہ ہر مرد اور عورت خود اسے قبول کرے اور اپنی زندگی میں نافذ کرے، دوسرا یہ کہ اپنے گھر میں اسے جاری و ساری کرے، تیسرا یہ خاص طور پر خواتین بچوں، گھر کے تمام افراد ،برادری ،محلے وغیرہ میں اسے پھیلائیں، نیز غم اور خوشی کی تقریبات میں جا

کر رابطہ بڑھائیں۔ تیسرا جزء یہ عرض کیا گیا ہے کہ خواتین کے وسیع دائرے میں عورت کے ساتھ ساتھ خدمت کے مختلف کام کئے جائیں۔ چوتھا جزء یہ کہ مغرب کی ملحدانہ معاشرت کو قوم پر اور خصوصاً خواتین پر مسلّط کرنے کی جو مساعی بعض دانش ور اور صحافی اور معلم اور مصنف اور ریڈیو وٹی وی آرٹسٹ اور طبقۂ بالا کی اسراف پسند اور نمائش کار خواتین انجام دے رہی ہیں ۔ ان کوششوں کی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضے کے تحت مختلف احسن طریقوں سے مزاحمت کی جائے ۔ اس کام میں مردوں کا محاذ بھی کام کرے گا، مگر زیادہ اہم ذمہ داری آپ کی ہے۔

۴۔ سلائی کڑھائی کی تربیت کے اداروں کا قیام۔ ۵۔ قالین بافی کی تربیت کا انتظام ۔ ۶۔ حج کے موقع پر کروشیا سے بنی ہوئی ٹوپیاں لاکھوں کی تعداد میں بکتی اور زیادہ تر غیر مسلم ممالک سے آتی ہیں ۔ ان کی تیاری اور فروخت کا انتظام ۔ ۷۔ لڑکیوں کے اسکول وغیرہ ۔ ۸۔ کتابت ، ٹائپ وغیرہ سکھانے کا انتظام۔ ۹۔ صرف محلوں کی حد تک محدود قسم کے فری کوچنگ سنٹرز، ٹیوشن سنٹرز کا قیام۔ ۱۰۔ دفتروں ، بنکوں، پاسپورٹوں وغیرہ کے متعلق رہنمائی کے چھوٹے چھوٹے مراکز ، جہاں درخواستیں بھی لکھ دی جائیں۔

یہ ادارے خواتین کی کثیر تعداد سے رابطے کا ذریعہ بن سکتے ہیں ۔ گفتگوؤں کے علاوہ قرآنی تعلیمات ، مسنونہ دعاؤں وغیرہ کو پھیلایا جا سکتا ہے۔ نیز حالاتِ حاضرہ پر ان سے تبادلۂ خیال یا تلقینات کے مواقع نکلتے ہیں۔ لٹریچر بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایسے اداروں کو روشنی کا سرچشمہ بن جانا چاہیئے ۔ ایسے اداروں کا جال پورے معاشرے میں پھیل جائے تو پھر کسی غلط قوت کے گھسنے کا امکان نہیں ۔

اسی کے ساتھ ایک اور اہم کام یہ کرنا چاہیئے کہ جاہلیت قدیم کی چکّی میں پسنے اور تعذیب سے گذرنے والی عورتوں سے ملا جائے، حالات معلوم کیے جائیں ، ان تک ہمدردی کے جذبات پہنچائے جائیں، علاج معالجہ کی ضرورت ہو یا مالی مدد کی ، ہر امکانی تعاون کیا جائے متعلقہ محلے یا گاؤں کی خواتین سے مل کر کسی مظلوم عورت کے لیے حامیانہ راہیں پیدا کی جائیں۔ ظالم مردوں پر علماء کے فتوؤں اور اسلامی ذہن کی خواتین کے وفود کے ذریعے سے زور ڈالا جائے۔ کسی انتہائی مظلومانہ بے چارگی کی صورتِ حالات میں قانونی مدد پہنچائی جائے ۔

ایک قابلِ توجہ گوشہ یہ ہے کہ مجرموں کی طرح اب پولیس کے بعض افراد بھی ناموس خواتین کے لئے خطرہ بن گئے ہیں ۔ پچھلے دنوں تھانوں میں عورتوں کو بلوانے اور ان کو شیطنت کا شکار بنانے کے بڑے دردناک واقعات ہوئے ہیں۔ ایسی خواتین سے محتاط اور احسن طریق سے گھروں یا

ہسپتالوں میں رابطہ کر کے اظہارِ ہمدردی کرنا، اور مظلومی کے صحیح واقعات کے متعلق مؤثق رپورٹیں تیار کر کے اخبارات ، پولیس کے افسروں اور پارلیمان کے ممبران (خصوصاً اپنے اصحاب) اور ججوں تک پہنچانا ۔ احتیاطاً ایسے معاملات میں جماعت کے ثقہ مردوں سے ضرور مشورہ و رہنمائی لی جائے ۔ اس کام کی ضرورت ایک تو مثبت عمل ہے بیچاری پردہ نشیں اور سادہ زندگی گزارنے والی (اور زیادہ تر دینی معاشرت کی پابند عورت) کی خبرگیری اگر اسلامی قوتوں نے نہ کی تو مغرب زدہ خواتین ان کے کام میں بھی لادینیت کا ساحرانہ راگ جا پھونکیں گی کہ تمہاری ساری مصیبتوں کا راز ملاؤں کا مذہب ہے۔ اور منفی رُخ اِصلاح یہ ہے کہ اگر دیہاتی ، کم تعلیم یافتہ یا اَن پڑھ اور سادہ لوح خواتین کی تعدادِ کثیر کو آپ نے اپنے گرد جمع نہ کر لیا تو وہ سیاسی، ثقافتی اور انتخابی میدانوں میں آپ ہی کے خلاف استعمال ہوتی رہے گی۔ بعض حالات میں محلوں یا گاؤں کی مساجد یا مناسب جگہوں پر چھوٹے جلسے کر کے کسی ناجائز صورتِ حالات کی اصلاح کے لئے نام لیے بغیر تقریر و وعظ کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً ایسے موقعوں پر خواتین کو خاصی تعداد میں موجود ہونا چاہیئے۔

اب میں آپ کی توجّہ دین کے ایک بڑے تقاضے کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ یہ اپنے ماننے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جہاں بھی ہوں، اسے صرف گھر اور مسجد کے اندر ہی نہیں بلکہ کھیت، بازار سے لے کر پارلیمنٹ اور عدالت تک ہر جگہ غالب و برتر اور کارفرما قوت بنا دیں۔ یہی وہ بات ہے جو اقامتِ دین کے تصوّر میں مخفی ہے، اسی کے لیے جماعت بندی اور سمع و طاعت کی ضرورت ہے، اسی کے لیے ہماری آپ کی ساری دوڑ دھوپ ہے۔ ازروئے دین بھی، اور جماعت کے دستور کے لحاظ سے بھی یہی چیز ہمارا نصب العین ہے۔ جو سعی و کاوش اس نصب العین کے لیے کی جائے وہ جہاد کی تعریف میں داخل ہے۔ اس جہاد میں وہ ساری چیزیں شامل ہیں جو میں بیان کر چکا ہوں۔ خدائے کریم کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس جہاد کی توفیق دی جس میں کئی سخت مراحل پیش آئے، مگر خوب سمجھ لیں کہ اقامتِ دین یا اسلامی نظام کے قیام کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ اس نظام کو عملاً قبول کرنے والا معاشرہ تیار کیا جائے اور یہ کام جس رفتار سے ہو رہا ہے کاش کہ ہم اسے کم سے کم ۵ گنا کر سکیں۔ دوسری چیز یہ کہ انقلابِ قیادت کے لیے پر زور لمبی محنت کر کے قوم کے اقتدار، اس کے قانون، اس کے انتظام ، اس کے مالیات اور اس کی پالیسیوں پر قابو رکھنے والی قوّتوں کو بدل دیا جائے۔ اس تبدیلی کے لیے ہمارے ملک کے جمہوری معاشرے میں انتخاب کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے ۔ ہرچند کہ موجودہ طرز کی مغربی جمہوریت اور ہمارے معاشرے کے اکثر طبقوں کے بگاڑ کی وجہ سے دین کا کام کرنے والوں کے لیے راستے تنگ ہیں اور مشکلات زیادہ ہیں ۔ پھر بھی اللہ کے فضل سے ہم تدریجاً آگے بڑھ رہے ہیں ۔ ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کی بھی فکر ہے کہ

لادینی مغربی جمہوریت کو ہم اسلام کے مطابق بدل سکیں۔

اقامتِ دین کے لیے انقلابِ قیادت کے اس آخری اور مشکل ترین تقاضے کو پورا کرنے میں کوتاہی رہ جانا دین کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔ یہ کبھی ممکن نہیں ہے کہ لادینیت پسند قیادت کے اقتدار کے سائے میں فروغ دین اور غلبۂ دین کا کوئی بھی مؤثر کام کیا جا سکے۔ خالص تبلیغی سرگرمیوں کو الگ لے کر کام کرنے اور سیاسی اور اجتماعی امور کو چھوڑ دینے کے تو صدیوں لمبے تجربے ہمارے سامنے ہیں۔ ان تجربوں کی یک پہلو سرگرمیوں کی وجہ سے خدا کا دین ایک بار بھی غالب نہ آ سکا۔

اس وضاحت سے آپ سمجھ سکتی ہیں کہ ہمارا انتخابات میں حصہ لینا یا پارلیمانی میدان میں امکانی فرائض انجام دینا کوئی دنیادارانہ مشغلہ نہیں ہے اور نہ اس کا مقصد کچھ مالی اور مادی مفاد حاصل کرنا ہے، چنانچہ آج تک ہمارا دامن صاف ہے۔

معزز خواتین! خوب سمجھ لیجئے کہ دین کو مسجد و خانقاہ میں محبوس رکھنا درست نہیں ہے، بلکہ اسے ساری زندگی میں جاری و ساری ہونا چاہیے تو انتخابی اور پارلیمانی سرگرمیاں بھی اسی جہاد کا حصہ ہیں جو ہم نے اقامتِ دین کے لیے زندگی کے ہر میدان میں جاری رکھا ہے۔ ہم اس بات کا پورا لحاظ رکھتے ہیں کہ سارے ساتھیوں کو اور خواتین کو اسی کی تلقین کرتے ہیں کہ انتخابی و پارلیمانی سرگرمیوں میں دینی احکام، اسلامی اخلاق اور تحریکی اصولوں کو کبھی نہ توڑا جائے۔ سیٹیں کم ملیں یا زیادہ، دین کے لیے وہ اسی صورت میں مفید ہو سکتی ہیں کہ ان کے حاصل کرنے اور ان کو استعمال کرنے میں دین سے انحراف نہ کیا جائے۔ ورنہ جن لوگوں کو چھوٹے چھوٹے امور میں دین سے کترا کے نکل جانے کی عادت پڑ جائے، ان کے اندر پھر وہ قلبِ سلیم اور جذبۂ اخلاص باقی ہی نہیں رہتا جو انہیں بڑے بڑے معاملوں میں ترکِ دین سے پاک رکھ سکے۔ ایمان ایسا چراغ نہیں ہے کہ آپ جب چاہیں اسے بجھا دیں اور پھر جب چاہیں روشن کر لیں۔

سلسلۂ کلام کے خاتمے پر میں یہ کہوں گا کہ سارا کام آپ خدا کے لیے کریں، دینی اصولوں اور اخلاق کے مطابق کریں اور یہ کبھی نہ بھولیں کہ انتخابات سر پر کھڑے ہیں۔ جتنی خواتین کو آپ اللہ اور رسولؐ کا وفادار اور محب بنا لیں گی وہ سب انشاء اللہ غلبۂ دین کے لیے، نیز انقلابِ قیادت کے لیے انتخابات میں بھی آپ کا ساتھ دیں گی۔

ماسوائے عین ہنگامۂ انتخاب آ جانے کے، آپ کبھی کسی خاتون کو ووٹ یا جماعتِ اسلامی کے اقتدار کی طرف نہ بلائیے۔ عام حالات میں ذہن اور کردار بدلنے کے لیے خالص دینی دعوت یا خدمتِ

انسانیت کے کام کیجیے ۔ براہِ راست انتخاب کے لیے دوسروں کو پکارنا صرف زمانہ انتخاب میں چلتا ہے ہماری اصل ضرورت لوگوں میں دین کی محبت اور اطاعت پیدا کرنا ہے ۔

میری درخواست ہے کہ آپ اب یہاں سے جاکر اقامت دین کے ان سارے بیان کردہ اجزا کو سامنے رکھ کر زیادہ سے زیادہ محنت کریں' اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت دے اور آپ کو ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق دے ۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین